ISSN PRINT: 2789-8776
ISSN ONLINE: 2789-8784

ZAUQ-E-TAHQEEQ
www.Zauq-e-Tahqeeq.com
etitor@zauq-e-tahqeeq.com

ISSN PRINT: 2789-8776
ISSN ONLINE:2789-8784
Volume.5,Issue No.3(2023)
(October to December)

اقبال کا برصغیر پاک وہند کی سیاست میں کردار واہمیت

Role and importance of Iqbal in the politics of Pakistan and Indian subcontinent

محمد شکیل بھنڈر

پی ایچ۔ڈی اسکالر، شعبہ اقبالیات، اسلامیہ یونیورسٹی، بہاول پور

ڈاکٹر اِرم صبا

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اقبالیات، اسلامیہ یونیورسٹی، بہاول پور

Muhammad Shakil Bhinder

Doctoral Candidate,The Islamia University of Bahawalpur, Bahawalpur.

Dr. Irum Saba

Assistant Professor,Department of Iqbal Studies, The Islamia University of Bahawalpur.

Abstract:

Dr.Allama Muhammad Iqbal found the Indian subcontinent shrouded in the oppressive cloud of British colonialism. It was a time when the Muslim community in India endured profound challenges in the realms of education, culture, society, and politics. In this era of degradation, Allah bestowed upon the Muslims of the subcontinent other visionary leaders, including Quaid-e-Azam Muhammad Ali Jinnah and Dr. Allama Muhammad Iqbal himself. With keen political insight, they dedicated themselves to guiding the Muslim population through the complex circumstances prevailing in India.Allama Muhammad Iqbal stood as a versatile figure in his era, encompassing roles as a profound thinker, poet, jurist, teacher, philosopher, Sufi, and politician. Through his keen political awareness, he played a pivotal role in awakening the politically dormant Muslims of India from their despondency.

Keywords: Allama Muhammad Iqbal, subcontinent, education, culture, circumstances, political awareness.

سیاست کے لغوی معنی حکومت چلانے کے ہیں۔ لفظ سیاست ساس سے نکلا ہے جو کہ یونانی زبان کا لفظ ہے، اس کے معنی شہر وشہر نشین کے ہوتے ہیں۔ قرآن پاک میں سیاست کے معنی حاکم کا لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرنا، معاشرے کو ظلم وستم سے نجات دینا، امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنا اور رشوت وغیرہ کی سختی سے ممانعت ہے۔ اسی بات کو مد نظر رکھتے ہوئے اقبال نے واضح کیا ہے کہ اگر دین سے سیاست کو الگ کر دیا جائے یا نکال دیا جائے تو پھر وہ سیاست نہیں بلکہ ظلم کا نظام رائج کرنے کے مترادف ہے جیسے تاریخ میں چنگیز خان کے دور حکومت میں ظلم وبربریت عروج پر تھی۔

جلال پادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو
جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی(۱)

قرآن پاک میں اللہ کی ذات کو حاکم مطلق تسلیم کرنا اسلامی عقائد کا سنگِ بنیاد رکھنا ہے اور اسی بناء پر اسلامی سیاست کی

عمارت تعمیر ہوتی ہے اور یہ وہ امتیازی خصوصیت اسلام کو باقی تمام سیاسی نظاموں سے ممتاز کرتی ہے، کائنات پر اللہ پاک کی حاکمیت کو تسلیم کرنا ہی مذہب اسلام کا عنوان ہے، اور یہی عنوان اہل اسلام کی عملی زندگی میں کارفرما ہونا چاہیے۔ اسلامی ریاست کے ہر فرد پر یہ لازم ہے کہ وہ اپنی ملت میں سیاسی اتحاد، معاشرتی عدل اور مساوات کا جذبہ پیدا کرے، اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو اپنا شعار بنائے۔ زندگی کے ہر شعبے کو اللہ تعالیٰ کے احکام کے سانچے میں ڈھال دیں۔ اس طرز زندگی کے حصول کے لیے ایک ایسی ریاست کا وجود ضروری ہے جس کا نظام اللہ پاک کے بھیجے ہوئے آئین یعنی قرآن پاک کے مطابق ہو۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

ترجمہ:

"تم بہترین امت ہو جیسے عالم انسانیت کی رہنمائی کے لیے پیدا کیا گیا ہے تمھارا فرض یہ ہے کہ اپنے حلقہ اختیار میں رہنے والوں کو نیکی کا حکم دو اور بری راہ پر چلنے سے باز رکھو اور اللہ کی عظمت و یکتائی کو صدق دل اور یقین کامل کے ساتھ تسلیم کرو۔"(۲)

یہی وجہ ہے اقبال فکری طور پر سیاسیات میں گہری دلچسپی رکھتے تھے اور آپ کی نظر میں مذہب اور سیاست دونوں کو ساتھ لے کر چلنے سے نا صرف انسانی بقا ہے بلکہ دین اسلام کی روح سے سیاست لوگوں کی بھلائی اور خدمت کا نام ہے۔ آپ نے اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد عملی زندگی میں قدم رکھا، انھوں نے ۱۹۲۶ء سے پہلے تک عملی سیاست میں حصہ نہ لیا، کیوں کہ آپ شروع میں متحدہ قومیت کے حامی تھے۔ آپ کی اپنی تحریر کے مطابق آپ شاید پہلی شخصیت تھے جس نے ہندوستان میں قومیت متحدہ کا خواب دیکھا تھا، مگر اس زمانے میں جب آپ ہندؤ مسلم اتحاد کے حامی تھے تب بھی کانگریس میں شمولیت اختیار نہیں کی۔ آپ کثیر جہتی شخصیت کے مالک تھے، ڈاکٹر فرمان فتح پوری لکھتے ہیں:

"دنیا میں عالمی شہرت کے شاعروں اور مفکروں میں شاید ہی کوئی ایسا ہو جس نے اقبال کی سیاسیات، خصوصاً عملی سیاست سے گہری دلچسپی کا اظہار کیا ہو اور اپنے خوابوں کی تعبیر میں کسی حد تک کامیاب بھی ہوا ہو۔"(۳)

اقبال قیام انگلستان کے دوران ایک ایسے ذہنی و قلبی انقلاب سے گزرتے ہیں جس نے آپ کی زندگی کو یکسر تبدیل کر کے رکھ دیا۔ آپ حتمی طور پر اسلام کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ لندن میں قیام کے دوران آپ وہاں پر موجود پان اسلامک سوسائٹی کا حصہ بن جاتے ہیں اس کے ساتھ مسلم لیگ کی برٹش کمیٹی سے آپ کی وابستگی سرسری نوعیت کی ہوتی ہے۔ جب آپ برطانیہ سے ہندوستان واپس آتے ہیں تو لاہور میں مسلم لیگ کی صوبائی شاخ سے فکری تعلق قائم کر لیتے ہیں۔ یہ وہ وقت تھا جب میثاق لکھنؤ طے پا رہا تھا جس پر پنجاب مسلم لیگ کی طرف سے سر فضل حسین نے دستخط کیے تھے مگر اقبال میثاق لکھنؤ کے حق میں نا تھے۔ اس کے بعد جب خلافت کانفرنس وجود میں آتی ہے اور مسلم لیگی سیاسی رہنما ہندوؤں کے ساتھ عدم تعاون اور ترک موالات کی تحریک میں شامل ہو جاتے ہیں تو اقبال ان سے سخت اختلاف کرتے ہوئے کنارہ کشی اختیار کر لیتے ہیں۔ یہ وہ دور تھا جب اقبال ذہنی اور قلبی طور پر تنہائی اختیار کر لیتے ہیں، کیونکہ عدم تعاون اور تعاون پسند مسلم قائدین دونوں ہی آپ کے زاویہ نگاہ کو سمجھنے سے قاصر نظر آتے ہیں۔ اس کو ڈاکٹر فرمان فتح پوری یوں بیان کرتے ہیں:

"۱۹۱۶ء میں لکھنؤ پیکٹ کے ذریعے ایک اہم سیاسی واقعہ یہ ہوا کہ کانگریس مسلمانوں کے جداگانہ انتخاب پر رضامند ہو گئی لیکن انتخاب کا معاملہ اس لیے کھٹائی میں پڑ گیا کہ پہلی جنگ عظیم کے

آغاز کے وقت حکومت نے جو وعدے کئے تھے وہ رفتہ رفتہ ان سے منحرف ہوتی گئی اور جنگ کے اختتام پر اس کا رویہ سخت سے سخت تر ہو گیا۔۔۔ جلد ہی گاندھی جی کی سیاسی چالوں نے ان میں پھوٹ ڈال دی۔ تحریک خلافت اور خلافت دونوں کا خاتمہ ہو گیا۔ اقبال کے لفظوں میں تحریک خلافت کیا تھی، اہل مغرب سے خلافت کی بھیک مانگی جا رہی تھی۔"(۴)

اقبال ایسی خلافت کے سخت خلاف تھے جس کے لیے مسلمانوں کو اہل مغرب سے بھیک مانگنی پڑے، کیوں کہ آپ صرف مغرب کے جمہوری نظام کو ہی نہیں بلکہ دنیا کے کسی بھی خطے میں ایسے سیاسی نظام کو جس کی بنیاد لادینی پر رکھی گئی ہو سخت ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے تھے یہی وجہ ہے آپ نے کارل مارکس کے سیاسی نظام یعنی اشتمالیت کو سرمایہ دارانہ نظام کے مقابلے میں سراہا ہے۔ لیکن لادینی کی وجہ سے آپ اس کو ناپسند کرتے تھے۔

اقبال بنیادی طور پر ایک شاعر ہونے کے علاوہ فلسفی بھی تھے اس لیے آپ کی سوچ میں بہت گہرائی پائی جاتی تھی، جس کی وجہ سے آپ عملی طور پر سیاست میں حصہ لینے کے حق میں نہیں تھے مگر آپ کی برصغیر پاک و ہند کے حالات پر گہری نظر تھی اور یہاں رونما ہونے والے واقعات کے ساتھ ساتھ سیاسی حالات سے بھی مکمل آگاہی رکھے ہوئے تھے، یہی وجہ ہے نئے دستور کے تحت پہلی مرتبہ ۱۹۲۳ء کے صوبائی انتخابات میں اقبال پر لاہور سے کونسل کی رکنیت کے لیے امیدوار کے طور پر کھڑے ہونے کے لیے بہت زیادہ زور دیا گیا، لیکن اسی حلقے سے آپ کے قریبی دوست میاں عبد العزیز بیرسٹر کی امیدواری کا اعلان ہو گیا تھا اس وجہ سے آپ ان کے مقابلے میں کھڑے نہ ہوئے۔ جس کے بعد دونوں طرف کے دوستوں اور ان کے حامیوں نے میاں عبد العزیز کو اپنی امیدواری واپس لینے پر مجبور کر دیا اور انھوں نے اپنا نام واپس لے لیا:

"بالآخر اقبال نے 20 جنوری 1926ء کو "زمیندار" اخبار میں ایک بیان کے ذریعے اپنی امیدواری کا اعلان کیا۔ دیگر دو امیدوار بھی میدان میں تھے، اقبال کو یقین دلایا گیا تھا کہ وہ لوگ اپنے نام واپس لے لیں گے. لاہور میونسپل کمیٹی کے چیئرمین ملک محمد حسین نے اپنی امیدواری واپس لے لی، لیکن ایک ممتاز وکیل محمد دین نے بیٹھ جانے سے انکار کر دیا۔ چناں چہ مقابلہ ناگزیر ہو گیا۔ (۵)"

اقبال اس وقت تک خاموش زندگی گزارنے کے عادی تھے۔ لیکن اب انتخابی مہم کے لیے اپنے آپ کو تیار کرنا ہو گا۔ انھیں ووٹ مانگنے کے لیے گلی گلی محلے محلے جانا پڑا۔ اس سے پہلے پچیس سال تک آپ نے اپنی تحریروں کے ذریعے برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کی خدمت کی تھی۔ اب حالات کے پیش نظر انتخابی جنگ میں حصہ لینا ضروری تھا۔ آپ کے ایک زبردست حمایت کار ڈاکٹر سیف الدین کچلو پنجاب کے ایک کانگریسی رہنما تھے جنھوں نے ایک عوامی جلسے میں تقریر کرتے ہوئے اعلان کیا:

"میں اقبال کی محبت میں یہاں آیا ہوں۔ ان کی شاعری نے ایک فرقے میں جو بے جان تھا۔ زندگی کی روح پھونک دی۔ یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہم اپنے عظیم ترین محسن کی خدمات کو سراہنے کے بجائے انھیں ووٹ مانگنے کے لیے جگہ جگہ گھومنے پر مجبور کر رہے ہیں۔ یہ بات ہم سب کے لیے شرم کی بات ہے۔ اگر آپ ان کی عظمت سے بخوبی واقف نہیں ہیں تو آیئے میرے ساتھ

یورپ اور مسلم ممالک میں چلیے اور باغور خود دیکھ لیجیے کہ ہر مقام پر ان کا کس قدر احترام کیا جاتا ہے۔"(۶)

یہاں ڈاکٹر سیف الدین کچلو اس کے بعد یہ توقع کر رہے تھے دین محمد اس مقابلے سے دستبردار ہو جائیں گئے اور اقبال کو بلا مقابلہ منتخب ہونے دیں گئے۔ لیکن کچھ ایسے لوگ بھی موجود تھے جو اقبال کی سیاست میں بڑھتی ہوئی مقبولیت سے خطرہ محسوس کر رہے تھے وہ اس بات کو ہر صورت یقینی بنانے پر تلے ہوئے تھے کہ اقبال اس انتخاب میں کسی صورت کامیاب نہ ہوں سکیں۔ اس کے لیے انہوں نے انتہائی گندی چالیں چلنا شروع کر دیں اور اقبال کی ذاتی زندگی کے بارے میں پوسٹر چھپوا کر بدنام کرنے کی کوشش کی۔ اس کے باوجود آپ کی مقبولیت میں تیزی سے اضافہ ہو رہا تھا، اور انتخابی مہم تیزی سے اپنے پورے جوش سے جاری تھی۔

پنجاب قانون ساز کونسل کے الیکشن دو روز یعنی ۲۳ اور ۲۴۔ نومبر کو ہوئے۔ جب اس انتخاب کے نتیجے کا اعلان ہوا تو اقبال بہت زیادہ ووٹوں کے فرق سے کامیاب ہوئے۔ اس کامیابی پر وہاں ہونے والے جشن میں نہ صرف ہزاروں مسلمانوں بلکہ بہت زیادہ ہندوؤں اور سکھوں نے بھی پورے جوش کے ساتھ شرکت کی۔ اس کے علاوہ آپ کی کامیابی پر صوبے بھر سے مبارکباد کی اطلاعات موصول ہو رہیں تھیں۔ اس شاندار کامیابی پر اقبال کو لاہور کے علاوہ پنجاب کے دوسرے شہروں سے زعماء نے اپنی اپنی دعوت میں شرکت کے لیے مدعو کیا۔ اس بارے میں ڈاکٹر جاوید اقبال اپنی کتاب زندہ رود میں بیان کرتے ہیں:

"لاہور کے علاوہ پنجاب کے مختلف شہروں کے زعماء نے انہیں دعوتوں میں شرکت کے لیے مدعو کیا۔ لاہور شہر میں اقبال نے ۱۲۔ دسمبر ۱۹۲۶ء کو کشمیری بازار میں حاجی دین محمد خوشنویس کی پرتکلف دعوت میں شرکت کی۔ اسی طرح ۲۶۔ دسمبر ۱۹۲۶ء کو شہر کے ککے زئی برادری نے ان کے اعزاز میں ایک پر تکلف دعوت طعام دی جس میں ملک برکت علی نے اقبال کو کامیاب کرانے کے لیے مسلمانوں کا شکریہ ادا کیا۔"(۷)

اس طرح ۱۹۲۶ء کا پورا سال سیاسی لحاظ سے بہت اہمیت کا حامل تھا کیونکہ اقبال کا پورا سال انہی سیاسی سرگرمیوں اور انتخابات کے ہنگاموں کی نظر ہو کر رہ جاتا ہے۔ خاص طور پر دسمبر میں انتخابات کے بعد کامیابی کی خوشی میں علاقے کے لوگوں کی طرف سے مبارک باد پیش کرنا اور اس کے علاوہ پورے پنجاب سے دوستوں کا اس خوشی میں آکر شریک ہونا بہت زیادہ اہمیت رکھتا تھا ۔ انتخابات مکمل ہونے کے بعد قانون ساز کونسل کا اجلاس اور ممبران کے حلف لینے کے بارے میں جنوری کی 3 تاریخ مقرر کی گئی۔

۳۔ جنوری ۱۹۲۷ء کو پنجاب قانون ساز کونسل کے افتتاحی اجلاس کا انعقاد لاہور میں کیا جاتا ہے۔ کونسل کے اس افتتاحی اجلاس میں اراکین نے یکے بعد دیگرے حلف اٹھایا۔ اگلے دن کی اخبارات میں یہ خبریں شائع ہونا شروع ہو گئیں۔ کونسل میں آزاد حیثیت سے منتخب ہونے والے ارکان اپنا آزاد گروپ تشکیل دینے کا سوچ رہے ہیں اور اقبال کو اس آزاد گروپ کا قائد بنایا جائے گا اور یہ آزاد گروپ کسی جماعت کی مخالفت نہیں کرے گا، بلکہ صوبے کے تمام طبقات آبادی کے جائز حقوق کے تحفظ کے لیے کام کریں گئے اور اپنا اثر و رسوخ استعمال کریں گئے اور ان کے نزدیک زمیندار اور غیر زمیندار، مزدور یا غیر مزدور اور دیہاتی و شہری کا کوئی امتیاز نہیں کیا جائے گا۔ لیکن اس کے بعد ایسا آزاد گروپ تشکیل نہ پا سکا۔ کونسل میں سر فضل حسین کے اثر و رسوخ کی وجہ سے یونینسٹ پارٹی نے اکثریت حاصل کر لی۔ اقبال نے بھی یہی مناسب سمجھا کہ وہ اس کونسل میں شامل ہو جائیں اور اس پلیٹ فارم سے وہ بہتر طریقے سے خدمات انجام دیں سکیں۔ لیکن اقبال نے جب یونینسٹ پارٹی کے اندرونی معاملات کا بغور جائزہ لیا تو آپ نے سر

فضل حسین اور یونینسٹ پارٹی دونوں کو چھوڑ دیا۔ ان حالات کے بارے میں عاشق حسین بٹالوی لکھتے ہیں:

"اقبال ۱۹۲۷ء سے ۱۹۳۰ء تک پنجاب قانون ساز کونسل کے رکن رہے۔ یہ تین سال انھوں نے یونینسٹ پارٹی کے اندر رہ کر اس جماعت کے طریق کار کو بغور دیکھا۔ شہری دیہاتی چپقلش قانون ساز کونسل کے اندر اسی پارٹی نے پیدا کی تھی اور پھر اس چپقلش نے صوبے کی پوری آبادی کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ اقبال سے یہ تمام باتیں پوشیدہ نہ رہ سکتی تھیں۔ بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اقبال جیسے بلند پایہ مفکر، فلسفی اور شاعر کو صوبے کی قانون ساز اسمبلی میں نہیں جانا چاہیے تھا۔"(۸)

آپ نے جب یونینسٹ پارٹی سے کنارہ کشی اختیار کی۔ اس کے بعد قانون ساز کونسل کے اجلاس کے دوران آپ کی سر فضل حسین کے ساتھ کئی بار تکرار ہوئی جو صوبائی حکومت کے مال گزاری ممبر تھے۔ ۵۔ مارچ ۱۹۰۲ء کو ایک دلچسپ زبانی جھڑپ اس وقت ہوئی جب سر فضل حسین نے اصولی طور پر یہ دعویٰ کیا کہ ساری زمین سرکار کی ہے۔ اقبال نے اس موقع پر فوراً جواب دیا کیسی ہے تکی بات ہے۔ آپ نے سر فضل حسین کے اس نظریے کو وحشیانہ بتاتے ہوئے کہا "نہ تو قدیم ہندوستان میں اور نہ ہی مغلیہ دور میں حکومت نے زمین کی کلی ملکیت کا دعویٰ کیا تھا۔" مغل حکمران اس کا دعویٰ کر سکتے تھے لیکن تاریخ میں ظہیر الدین بابر کی شمولیت سے پہلے ہی پنجاب کے عوام اس ملک کی زمین کے قابض اور مالک تھے۔ اس بات سے یقیناً یہی سبق ملتا ہے کہ حکومتیں آتی اور جاتی رہتیں ہیں مگر اس علاقے یا ملک کی عوام ہی لافانی اور باقی رہتیں ہیں۔ اسی دوران آپ نے کوشش کی کہ مسلمان اپنے اختلافات ختم کر کے متحد ہو جائیں۔ اس بارے میں ڈاکٹر رفیق زکریا اپنی کتاب "اقبال شاعر اور سیاست دان" میں یوں بیان کرتے ہیں:

"اقبال نے جتنا زیادہ اپنے اطراف کا مشاہدہ کیا نصب العین اتنا ہی زیادہ ان سے دور ہوتا گیا۔ لیکن وہ اپنی اس امید پر قائم رہے کہ اگر مسلمان متحد ہو جائیں اور ان اقدار کو از سر نو دریافت کر لیں جنھوں نے ان کو ماضی میں اس قدر عظیم بنا دیا تھا تو وہ اپنی عظمت رفتہ کو دوبارہ حاصل کر لیں گے ۔ وہ نہیں چاہتے کہ مسلمان مغرب یا ہندوؤں سے مغلوب ہو جائیں اور اپنی شناخت کھو بیٹھیں۔"(۹)

اقبال کا پنجاب کونسل کے ممبر بننے اور حلف اٹھانے کے بعد کونسل کے فنانس کمیٹی کے رکن مقرر ہوئے اور اس کے ساتھ ہی آپ کو پنجاب کونسل ایجوکیشن کمیٹی کا رکن بھی مقرر کیا گیا۔ آپ نے ۱۳۔ فروری ۱۹۲۷ء کو کونسل کے آئندہ اجلاس میں دو قرار دادیں پیش کرنے کے بارے میں نوٹس جمع کروایا۔ ان میں پہلی قرارداد تعلیم یافتہ طبقے میں بے روزگاری کی طرف حکومت کی توجہ مبذول کروانا اور حکومت کو تجویز پیش کی۔ ایسے تعلیم یافتہ افراد جو بے روزگار ہیں ان کو قطعات ارضی دی جائے تاکہ وہ زراعت کی طرف توجہ دیتے ہوئے اپنے روزگار کا بندوست کر سکیں اور دوسری قرارداد میں یہ مشورہ دیا گیا کہ حکومت ہند نے پنجاب کا سالانہ زر تعاون معاف کر دیا ہے۔ اس لیے ٹیکسوں میں بھی چھوٹ دی جائے۔ اس کے لیے ایک مجلس تحقیقات مقرر کر دی جائے تاکہ تخفیف سب محصول گزاروں میں برابر تقسیم کیا جا سکے۔ آپ نے کمزور طبقات کی ترجمانی اپنی شاعری میں بھی کی ہے آپ نے سیاست کو عبادت کا درجہ دیا ہے لیکن اس کے لیے صداقت کو شرط قرار دیا ہے۔ آپ بانگ درا کی نظم وطنیت میں فرماتے ہیں:

اقوام جہاں میں ہے رقابت تو اسی سے

تسخیر ہے مقصود تجارت تو اسی سے
خالی ہے صداقت سے سیاست تو اسی سے
کمزور کا گھر ہوتا ہے غارت تو اسی سے(۱۰)

اقبال اب اس دور میں داخل ہو رہے تھے جس میں آپ نے اپنی شاعری کے ساتھ ساتھ فکری طرز عمل سے بھی برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کی ٹھان لی تھی۔ آپ انہیں مسلمان کی حیثیت سے اپنا تشخص برقرار رکھنے کے لیے آمدہ کر رہے تھے، کیونکہ کوئی ملت بھی بنیادی طور پر اپنی روایات اور ماضی سے کٹ کر اپنا تشخص کبھی بھی قائم نہیں رکھ سکتی۔ اس کے لیے آپ ہندوستان کے مسلمانوں کو اپنے پر وقار ماضی کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ آپ غفلت میں ڈوبے ہوئے مسلمانوں کو آزادی کی اہمیت سے روشناس کرواتے ہوتے جہاد کے ساتھ مسلمان سائنسدانوں کی ایجادات کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ آپ ہندوستان کے مسلمان کو سیاسی طور پر باشعور ہونے اور حالات کے ساتھ چلنے کا درس دیتے ہیں۔ ڈاکٹر وحید عشرت اپنی کتاب فکریات اقبال میں بیان کرتے ہیں:

"مسلمانوں کو جہاد اور اجتہاد کے ذریعے عصر نو کے جدید رجحانات اور علمی، فکری، سائنسی، معاشی، عمرانی اور اخلاقی حاصلات کی روشنی میں اپنی فکری تجدید کی طرف متوجہ کیا تاکہ مسلمان اقوام عالم میں اپنا تشخص درست طور پر قائم کر سکیں اور امامت اقوام کے منصب کو ادا کر سکیں۔"(۱۱)

اس کے بعد جب قائد اعظم برصغیر پاک و ہند کی سیاست اور سیاسی حالات سے دل برداشتہ ہو کر انگلستان میں سکونت اختیار کر لیتے ہیں تو اقبال مسلمانوں کی زبوں حالی کو دیکھتے ہوئے قائد اعظم کو واپس ہندوستان لانے اور مسلمانوں کے لیے ایک الگ وطن حاصل کرنے کے لیے کوشش کرتے ہیں آپ جب دوسری گول میز کانفرنس میں شرکت کے لیے برطانیہ جاتے ہیں تو گول میز کانفرنس کے اختتام کے بعد دوسرے رہنماؤں کے ساتھ قائد اعظم محمد علی جناح سے تفصیلی ملاقات کرتے ہیں اور ان کو ہندوستان کے سیاسی حالات سے آگاہ کرتے ہوئے آپ کی قائدانہ صلاحیتوں کا اعتراف کرتے ہیں اور بالآخر آپ کو واپس ہندوستان آ کر مسلمانوں کی قیادت کرنے پر آمادہ کر لیتے ہیں آپ کو قائد اعظم محمد علی جناح کی صداقت، شجاعت اور قیادت پر پورا یقین تھا آپ فرماتے ہیں:

سبق پھر پڑھ صداقت کا عدالت کا شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا(۱۲)

علامہ اقبال اپنی زندگی کے آخری سالوں میں بیماری کے باوجود مسلمانوں کے لیے ایک الگ آزاد وطن کے حصول کی خاطر اپنا کردار ادا کرتے رہے، اس میں آپ نے جو دو قومی نظریہ پیش کیا وہ بے حد اہمیت کا حامل ہے اس کے ساتھ آپ نے قائد اعظم محمد علی جناح کو جو خطوط لکھے وہ سیاسی طور پر ایک دستاویز کی حیثیت رکھتے ہیں۔ علامہ اقبال مسلمانوں کے ملی تشخص کے لیے اور مسلمانوں کی عظمت رفتہ کی بازیافت کے سلسلے میں امت مسلمہ کی تنظیم نو کے خواہشمند تھے۔

علامہ اقبال نے عالم اسلام کے مسلمانوں کے ساتھ ہندوستان کے مسلمانوں کے ملی تشخص کے لیے ضروری قرار دیا کہ مسلمان دنیا میں جہاں بھی آباد ہیں وہ اپنی سیاسی آزادی اور علاقائی سرحدوں کا تحفظ کریں اور متحدہ صورت میں دنیا میں اپنے کردار کی اہمیت کو اجاگر کریں۔ آپ کو اس بات کی فکر تھی کہ جب تک مسلمان سیاسی غلامی کی زنجیروں کو نہیں توڑتے اس وقت تک وہ معاشی،

فکری اور تہذیبی غلامی سے نجات حاصل نہیں کر سکتے۔ آپ نے قائد اعظم محمد علی جناح کے نام اپنے ایک مکتوب میں تحریر کیا:

> ''مجھے یقین ہے کہ آپ اس حقیقت سے آگاہ ہوں گے کہ دستور جدید نے کم از کم ہندوستانی مسلمانوں کے لیے اس امر کا نادر موقع فراہم کیا ہے کہ ہندوستان اور مسلم ایشیا میں آئندہ سیاسی ترقیوں کے پیش نظر ہندوستان کے مسلمان اپنی تنظیم نو کر لیں۔۔۔۔ ہمیں یہ حقیقت فراموش نہ کرنی چاہئے کہ ایشیا میں اخلاقی اور سیاسی قوت کی صورت میں اسلام کا مستقبل زیادہ تر ہندوستانی مسلمانوں کی مکمل تنظیم پر منحصر ہے۔''(۱۳)

برصغیر پاک و ہند میں پاکستان اور بھارت کی تاریخ کے بارے میں ایک مغربی تجزیہ نگار کے خیال میں بیسویں صدی بہت زیادہ اہمیت کی حامل رہی ہے کیوں کہ جنوبی ایشیا کے مقدر کی تشکیل میں قائد اعظم محمد علی جناح، پنڈت جواہر لعل نہرو اور گاندھی کے خطوط نے فیصلہ کن کردار ادا کیا ہے حالات کا باغور جائزہ لیا جائے تو تجزیہ نگار کو بیسویں صدی میں برصغیر پاک و ہند کی صورت حال کا درست طور پر ادراک نہیں ہے ورنہ بلا تامل یہ کہتا کہ مسلم انڈیا کی تاریخ کا جو دھارا علامہ محمد اقبال کے خطوط نے متعین کیا اس پر ہندوستان کے مقدر کا فیصلہ ہوا اور اقبال کی فکر و نظر نے برصغیر پاک و ہند کو پاکستان اور بھارت کو الگ الگ دو ملکوں میں تقسیم کر دیا۔ اقبال کے الگ ملک کے نظریے اور فکر کا اظہار آپ کے اکثر خطوط میں اور خاص طور پر قائد اعظم محمد علی جناح کے نام خطوط میں واضح طور پر ملتا ہے جس نے مسلم لیگ کی قیادت کو ہندوستان میں انگریز اور ہندوؤں کی سیاست سے نبرد آزما ہونے کے لیے ایک واضح اور درست سمت کی طرف گامزن ہو کر جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کے لیے دنیا کے نقشے پر نمودار ہونے کے لیے راہ ہموار کی۔ ڈاکٹر وحید عشرت اپنی کتاب فکریات اقبال میں لکھتے ہیں:

> ''اقبال کے مکاتیب کا یہ سب سے بڑا اعجاز ہے کہ اس نے برصغیر کے مسلمانوں کے دو قومی نظریے کو ثقافتی اور تہذیبی تشخص عطا کرنے میں اپنا کردار ادا کیا۔ چنانچہ مسلم قومیت یا نظریہ پاکستان کی تفہیم میں اقبال کے خطوط ایک بنیادی حوالہ ہیں جو برصغیر میں ہماری تہذیبی اور تمدنی تشکیل کے تدریجی ارتقاء کا بھی آئینہ ہیں کہ کس طرح اقبال کی صورت میں برصغیر کے مسلمانوں نے اپنی شناخت اور تشخص کی یافت کی چومکھی لڑائی لڑی اور کس حکمت و تدبر سے ہندو اور انگریز کی سیاست کو مات دے کر اپنے لئے سلامتی اور بقا کی صورت نکالی۔''(۱۴)

علامہ اقبال کے مکاتیب بنام جناح تاریخ پاکستان میں بڑی اہم حیثیت کے حامل ہیں۔ جب ہم ان خطوط کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں ایک ایسی دردمند شخصیت سے آگاہی حاصل ہوتی ہے جو برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کو اپنا ملی تشخص جو کہ ہندوستان کے مسلمان کھو بیٹھے تھے دوبارہ حاصل کرنے اور اس کے ذریعے ایک ملت اسلامیہ کے حصول میں اہم کردار ادا کرتا ہوا نظر آتا ہے۔

کب ڈرا سکتا ہے غم کا عارضی منظر مجھے
ہے بھروسا اپنی ملت کے مقدر پر مجھے
یاس کے عنصر سے ہے آزاد میرا روزگار
فتح کامل کی خبر دنیا ہے جوش کار زارِ(۱۵)

علامہ اقبال کے سیاسی شعور اور بصیرت نے بکھری ہوئی قوم کو اکھٹا کرنے میں اپنا کردار ادا کیا یہ اقبال ہی تھے جنھوں نے نا

صرف ہندوؤں بلکہ انگریزوں کو بھی بتا دیا کہ مسلمان صدیوں سے ہندوؤں کے ساتھ رہنے کے باوجود ایک الگ قوم ہیں۔ یہی وجہ ہے اقبال کے اس دنیا فانی سے رخصت ہوئے کے دو سال کے قرارداد پاکستان منظور کی گئی اور محض نو سال بعد ہندوستان تقسیم ہوا اور اسلامی جمہوریہ پاکستان دنیا کے نقشے پر نمودار ہو گیا۔

حوالہ جات

۱۔ محمد اقبال، ڈاکٹر، علامہ، کلیات اقبال اردو، لاہور، شیخ محمد بشیر اینڈ سنز، س ن، ص:۴۱۴

۲۔ پروین شوکت علی، اقبال کا فلسفہ سیاسیات، لاہور، اسد پبلی کیشنز، س ن، ص:۱۲۸

۳۔ فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، اقبال سب کے لیے، کراچی، اردو اکیڈمی سندھ، ۱۹۷۸ء، ص:۱۲۷

۴۔ ایضاً، ص۔۱۲۷

۵۔ رفیق زکریا، ڈاکٹر، اقبال شاعر اور سیاست داں، (ترجمہ)، پروفیسر عبد الستار دلوی، نئی دہلی، انجمن ترقی اردو (ہند)، ۱۹۹۵ء، ص۔۱۰۸

۶۔ ایضاً، ص۔۱۰۹

۷۔ جاوید اقبال، ڈاکٹر، زندہ رود، لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۴ء، ص:۳۷۱

۸۔ عاشق حسین بٹالوی، اقبال کے آخری دو سال، لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۱۲ء، ص:۲۷۴

۹۔ رفیق زکریا، ڈاکٹر، اقبال شاعر اور سیاست داں، ترجمہ: پروفیسر عبد الستار دلوی، ص:۱۲۸

۱۰۔ محمد اقبال، علامہ، ڈاکٹر، کلیات اقبال اُردو، لاہور، اقبال اکادمی، پاکستان، ۲۰۱۳ء، ص:۱۸۸

۱۱۔ وحید عشرت، ڈاکٹر، فکریات اقبال، لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۹ء، ص:۲۲۴

۱۲۔ محمد اقبال، علامہ، ڈاکٹر، کلیات اقبال اردو، ص:۳۰۰

۱۳۔ وحید عشرت، ڈاکٹر، فکریات اقبال، ص:۲۲۵

۱۴۔ ایضاً، ص:۲۲۵۱

۱۵۔ محمد اقبال، علامہ، ڈاکٹر، کلیات اقبال اردو، ص:۲۲۴

References in Roman Script:

1. Muhammad Iqbal, Dr., Allama, Kalyat-e-Iqbal Urdu, Lahore, Sheikh Muhammad Bashir and Sons, Sun, p:414

2. Parveen Shaukat Ali, Iqbal ka Falsfa Syastdan,Lahore, Asad Publications,p.128

3. Farman Fateh Puri, Dr. Iqbal Sub Kay Lye, Karachi, Urdu Academy Sindh, 1978, p. 127

4. Ibid, p.127

5. Rafiq Zakaria, Doctor, Iqbal Shair aur Syastdan, (Mutrajm), Prof. Abdul Sattar Dalvi, New Delhi, Anjuman Tarraqi Urdu (India), 1995, p.108

6. Ibid, p. 109

7. Javed Iqbal, Dr., Zinda Rood, Lahore, Sang-e-Meel Publications, 2014, p: 371

8. Ashiq Hussain Batalvi,Iqbal Kay Akhri Do Saal, Lahore, Sang-e-Meell Publications, 212, p:274

9. Rafiq Zakaria, Doctor, Iqbal Shair aur Syastdan,Mutrajm: Prof. Abdul Sattar Dalvi, p: 128

10. Muhammad Iqbal, Allama, Doctor, Kalyat-e-Iqbal Urdu, Lahore, Iqbal Academy Pakistan, 2013, p: 188

11. Waheed Ishrat, Dr., Fikeryat-e-Iqbal, Lahore, Sang-eMeel Publications, 2009, p.224

12. Muhammad Iqbal, Allama, Dr., Kalyat-e-Iqbal Urdu, p: 300

13. Waheed Ishrat, Dr., Fikeryat-e-Iqbal, p. 225

14. Ibid, p: 2251

15. Muhammad Iqbal, Allama, Dr., Kalyat-e-Iqba